مولانا ہاشمی رح بطور رکن اسلامی نظریاتی کونسل

ڈاکٹر عبد المالک عرفانی، ایڈیٹر ماہنامہ نوائے قانون اسلام آباد

مولانا سید محمد متین ہاشمی سے میری پہلی ملاقات ۱۹۸۱ء کے آخر میں ہوئی۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی قانونِ شہادت کمیٹی کے کنوینر کی حیثیت سے ان کی رائے معلوم کرنے کے لیے میں نے مختلف علمائے کرام سے ملاقات کی اور شہادت کے مختلف پہلوؤں کے بارے میں ان سے تبادلہ خیالات کیا۔ چونکہ وہ اسلامی قانونِ شہادت پر ایک مبسوط کتاب لکھ چکے تھے اس لیے ان سے مجھے خاصی رہنمائی حاصل ہوئی اور مجھے احساس ہوا کہ قبل ازیں خود میں نے جو کتاب لکھی تھی، اس میں قانونِ شہادت کے بعض پہلو تشنہ ہیں اور آئندہ ایڈیشن میں ان کی وضاحت ضروری ہے۔

اسلامی قانونِ شہادت پر مختلف علماء کی تحریروں اور زبانی گفتگو سے مجھے اندازہ ہوا کہ پاکستان کے علماء میں سے مولانا ہاشمی صاحب اس موضوع پر سب سے زیادہ علم و تحقیق رکھتے ہیں۔

جن دنوں اسلامی نظریاتی کونسل دستوری سفارشات اور انتخابی موضوع پر کام کر رہی تھی مجھے اس میں بطور ہمہ وقتی رکن کونسل بہت زیادہ کام کرنا پڑا۔ اس سلسلے میں مولانا ہاشمی کے مشوروں اور تحقیق سے بہت مدد ملی۔ وہ اسلام کے اصول و فروع کو جدید زمانے کے تقاضوں کے مطابق ترتیب جدید دینا چاہتے ہیں۔ وہ اسے ترتیبِ جدید کہا کرتے تھے، جبکہ میں اسے تشکیل جدید کا نام دیتا تھا۔ اکثر موضوعات پر ہمارا اتفاق تھا۔

میں نے محسوس کیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل میں شامل علماء عموماً جدید عُرف سے ناواقف ہوتے ہیں جبکہ مولانا ہاشمی صاحب اس سے کافی حد تک واقف ہیں اس لیے ان کو کونسل کا رکن ہونا

چاہیے ۔ ۱۹۸۴ء میں جب کونسل کی میعاد ختم ہوئی تو نئی کونسل بننے میں دو سال لگ گئے ۔ اس عرصے میں میں وُہ واحد رکن تھا جو کام کرتا رہا (باختیارات چیئرمین) میں نے کوشش کی کہ نئی کونسل میں وُہ شامل ہوں ۔ ان کا علمی مرتبہ اور ان کی غیر متنازع علمی شخصیت پر کسی نے کوئی اعتراض نہ کیا اور وہ کونسل کے رکن بن گئے ۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ وُہ علمی معاملات میں اس قدر معتدل مزاج اور غیر جانبدار تھے کہ بعض لوگوں کے لیے یہ طے کرنا دشوار ہو گیا کہ ان کو کونسل میں کس مکتب فکر کا نمائندہ تصور کیا جائے ۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا سید محمد متین ہاشمی ان لوگوں میں سے تھے جن پر اسلامی نظریاتی کونسل فخر کرے کہ انہوں نے کونسل کو اپنے وجود سے عزت بخشی، کونسل کی رکنیت ان کے لیے باعثِ فخر نہیں ہوسکتی اور نہ انہوں نے کبھی خود رکن کونسل بننے کی کوشش کی ۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے مختلف اجلاسوں میں تمام اراکین کونسل اپنے اپنے خیالات اور آرا کا اظہار کسی دباؤ اور خوف کے بغیر کرتے ہیں، کیونکہ ان اجلاسوں کی کاروائی خفیہ ہوتی ہے اور کسی عالم کو یہ خوف نہیں ہوتا کہ انہوں نے اگر اپنے مسلک سے ہٹ کر بات کی تو ان کے مقلد ناراض ہو جائیں گے، بلکہ ایک دفعہ ایک عالم نے (نام بتانا مناسب نہیں) یہاں تک کہہ دیا کہ اگر کونسل کے اجلاسوں کی کاروائی کو خفیہ رکھنے کے بجائے عام کیا گیا تو ان کی رائے اس سے مختلف ہوگی جو وہ اس وقت ظاہر کر رہے ہیں ۔

میں تمام علمار کونسل سے انفرادی طور پر بھی مختلف موضوعات پر گفتگو کرتا رہتا تھا، اس لیے میں کہہ سکتا ہوں کہ مولانا ہاشمی صاحب جو رائے اپنی نجی محفلوں میں ظاہر کرتے تھے وہی رائے کونسل کے اجلاسوں میں پیش کرتے تھے اور خوب کھل کر اپنا موقف بیان کرتے تھے ۔ مولانا ہاشمی کی آرا میں جدید زمانے کے حالات کا عکس پس منظر میں صاف نظر آتا تھا ۔ کونسل میں ایک مسئلہ زیر بحث آیا کہ کیا بھوک ہڑتال شرعًا ناجائز ہے ۔ مولانا ہاشمی کہتے تھے کہ آج کل کے مزدور کے پاس حقوق منوانے کے لیے اس کے سوا کوئی حربہ نہیں اور اگر سرمایہ دار اُسے اس کے حقوق نہ دے اور ان کے حصول کے لیے دباؤ کے طور پر بھوک ہڑتال کرے تو شرعًا اس پر مواخذہ نہیں ہوگا ۔ انہوں نے اپنا موقف اس قدر مؤثر اور پر زور انداز میں پیش کیا کہ کونسل کی سفارش میں مزدور کے حقوق کا بطور خاص ذکر کرنا پڑا، (کونسل کی سفارش کے الفاظ نہیں دونگا کیونکہ ان کے اظہار پر

پابندی ہے) ۔

جدید زمانے کے تقاضوں کے مطابق قرآن و سنت کی تشریح کا ایک انداز تو وہ تھا جو مولانا ٹی وی سے کرتے تھے، اور دوسرا انداز کونسل کے اجلاسوں میں اختیار کیا جاتا تھا۔ یہ آخرالذکر انداز زیادہ محققانہ ہوتا تھا۔ ان کی آراء فقہ کی معروف کتب کے حوالوں سے مزیّن ہوتی تھیں۔ ان کا کمال تھا کہ انداز بیان جدید ہونے کے باوجود فقہاء عظام کے مسلک سے نہیں ہٹتے تھے اور اپنے موقف کی تائید میں کسی نہ کسی فقیہ کا حوالہ دیتے تھے۔ جب وہ کوئی ایسا حوالہ دیتے تو حیرت ہوتی تھی کہ ان فقہاء نے ان باتوں پر بھی (کسی اور ضمن میں ہی سہی) قلم اٹھایا تھا۔ جیل میں نماز جمعہ کے سلسلے میں ان کی تحقیق اس کی ایک بہترین مثال تھی۔ جب وہ زبانی بحث کے دوران فقہی کتب سے حوالے دیتے تو یوں معلوم ہوتا کہ فقہ کی مستند اول کتب انہوں نے ازبر کر رکھی ہیں۔ حنفی نقطۂ نظر کے ساتھ بوقتِ ضرورت مندکے دیگر مکاتبِ فکر کے آئمہ اور فقہاء کی آراء بھی پیش کرتے جاتے۔ مولانا ہاشمی صاحب کونسل کے ان دو علماء میں سے تھے جو ہر مسئلہ پر فقہ کے مختلف مکاتبِ فکر کے نقطہ ہائے نظر اور دلائل سے واقف تھے۔ (دوسرے عالم مفتی سید سیاح الدین کاکاخیل مرحوم تھے)۔ افسوس کہ اب پاکستان کی تحریک نفاذِ اسلام ان دونوں بزرگوں کی رہنمائی سے محروم ہو چکی ہے۔

کونسل کی جس میعاد کے دوران میں مولانا مرحوم کونسل کے رکن رہے، اس عرصہ میں کونسل کے اکیس اجلاس منعقد ہوئے۔ مولانا صاحب نے ان میں سے بارہ اجلاسوں میں شرکت کی اور نو اجلاسوں میں بوجہ علالت شرکت نہ کر سکے۔

پہلا اجلاس	بمقام اسلام آباد	بتاریخ	۲۴ تا ۲۶ جون ۱۹۸۶ء
دوسرا اجلاس	بمقام اسلام آباد	بتاریخ	۶ جولائی ۱۹۸۶ء
چوتھا اجلاس	بمقام کوئٹہ	بتاریخ	۱۲ تا ۱۵ اکتوبر ۱۹۸۶ء
پانچواں اجلاس	بمقام اسلام آباد	بتاریخ	۸ نومبر ۱۹۸۶ء
	بمقام مظفر آباد	بتاریخ	۹ تا ۱۲ نومبر ۱۹۸۶ء (ہمراہ اسلامی نظریاتی کونسل آزاد کشمیر)

چھٹا اجلاس	بمقام کراچی	بتاریخ ۱۰ تا ۱۵ جنوری ۱۹۸۶ء
ساتواں اجلاس	بمقام اسلام آباد	بتاریخ ۱۵ تا ۱۷ مارچ ۱۹۸۶ء
آٹھواں اجلاس	بمقام اسلام آباد	بتاریخ ۱۹ تا ۲۲ اپریل ۱۹۸۶ء
نواں اجلاس	بمقام کراچی	بتاریخ ۲۱ تا ۲۴ جون ۱۹۸۶ء
دسواں اجلاس	بمقام اسلام آباد	بتاریخ ۲۴ تا ۲۷ اگست ۱۹۸۶ء
پندرھواں اجلاس	بمقام کراچی	بتاریخ ۲۰ تا ۲۲ جون ۱۹۸۸ء
سولھواں اجلاس	بمقام اسلام آباد	بتاریخ ۱۹ تا ۲۲ ستمبر ۱۹۸۸ء
انیسواں اجلاس	بمقام لاہور	بتاریخ ۱۱ تا ۱۴ مارچ ۱۹۸۹ء

مولانا ہاشمی صاحب اسلامی نظریاتی کونسل کی درج ذیل کمیٹیوں کے رکن رہے ۔

۱ ۔ قانونِ شہادت کمیٹی :

اس کمیٹی میں مولانا صاحب اپنی علالت کے باوجود شریک ہوئے ۔ ان کی رہنمائی کے نتیجے میں ایک ہی روز (۱۷ مارچ ۱۹۸۸ء) میں کمیٹی نے مروجہ قانون شہادت کا جائزہ لے کر اپنی رپورٹ مکمل کر لی ۔

۲ ۔ نظام معیشت کمیٹی :

۳ ۔ بلا سود بنکاری کی جائزہ کمیٹی :

یہ دونوں کمیٹیاں ابھی کام کر رہی تھیں کہ کونسل کی میعاد ختم ہو گئی ۔

کونسل کے رکن علماء عموماً زبانی ہی اپنی آراء کا اظہار کرتے ہیں ۔ تحریری آرا بہت کم پیش کرتے ہیں ۔ تاہم مولانا ہاشمی نے اپنی علالت کے باوجود کئی ایک تحقیقی نوٹ لکھ کر پیش کئے ۔ ان کی تعداد دیگر کسی عالم کے تحقیقی نوٹوں سے کم نہیں تھی ۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوا کہ آپ بوجہ علالت اجلاس میں شرکت تو نہ کر سکے تاہم ایجنڈا میں شامل بعض موضوعات پر اپنی رائے تحریری طور پر لکھ کر بھیج دی ۔

اجلاسوں کے دوران میں فارغ اوقات میں مولانا صاحب کے کمرے میں اکثر پہنچ جایا کرتا اور علمی موضوعات پر گفتگو کرتا رہتا ۔ آپ ہر موضوع پر اپنی جچی تلی رائے رکھتے تھے اور کسی مسئلہ پر متذبذب نہیں تھے ۔ فقہ و تفسیر تو ان کا خاص مضمون تھا ، اس کے علاوہ تاریخِ اسلام کے مختلف

پہلوؤں خصوصاً فکری تحریکوں اور فلسفہ کے مباحث پر ان کی معلومات حیرت انگیز اور کئی لحاظ سے فکر انگیز تھیں۔ جب آپ ان فکری تحریکوں اور فلسفہ کے فقہ کے ارتقا پر اثرات پر گفتگو کرتے تو ان کے فکر و تدبر کی روشن خیالیوں، ان کے علم کی گیرائی اور گہرائی اور قانون کے نازک مسائل پر ان کی گرفت پر بے اختیار رشک آتا۔

مولانا سید محمد متین ہاشمی مرحوم بلاشبہ نابغۂ روزگار شخصیت تھے۔ موجودہ فقہی گروہی اختلافات کی شدت میں ان کا غیر متعصب ذہن ایک معجزہ سے کم نہیں۔ کبھی کبھی یہ خیال آتا ہے کہ جو شخص جتنا بڑا عالم ہوتا ہے اتنا ہی غیر متعصب ہوتا ہے اور مولانا ہاشمی کو ثبوت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔